کتابخانه جامع
جامعة العلوم
معاونت پژوهش
مرکز جهانی علوم اسلامی

مرکز جهانی علوم اسلامی

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

پایان نامه کارشناسی ارشد

رشته فقه و معارف اسلامی

عنوان:

ترجمه کتاب نقش أئمه در احیاء دین

(به زبان اُردو: ج۱۲، ۱۳، ۱۴)

استاد راهنما:

حجة‌الاسلام و المسلمین آقای سید شجاعت حسین رضوی گوپالپوری

دانش پژوه:

ظهیر عباس

سال ۱۳۸۳

کتابخانه جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ٤٦١
تاریخ ثبت:

بسم الله الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس ناچیز کاوش کو فرزند رسول الثقلین، یوسف زہرا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرر رہا ہوں کہ جن کی عظیم قربانی و جرأت مندانہ انقلاب نے انسانیت کو ہر میدان میں قوت وہمت عطا کی۔

والسلام

ناچیز ظہیر عباس

عرض مترجم

اس میں کوئی شک نہیں، کہ اب تک نہ تو میں نے کوئی کتاب تالیف کی ہے اور نہ ہی کسی کتاب کا ترجمہ کیا ہے، مورد نظر ترجمہ کو اگر کسی بھی جہت سے کوشش کہنا صحیح ہے تو یہ میری سب سے پہلی سعی اور کوشش ہے، ترجمہ کرنا کسی بھی زبان میں کس قدر مشکل ہے اس کا صحیح اندازہ تو اہل قلم ہی کر سکتے ہیں، بہرحال میں نے زبان کی روانی باقی رکھتے ہوئے مصنف کی بات کو کما حقہ پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے ترجمہ جیسا بھی ہو، مجھے قارئین کے سامنے پیش کرنے میں بیحد خوشی محسوس ہو رہی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ میرے اندر جو خود اعتمادی پیدا ہوئی ہے، وہ میرے تابناک مستقبل کے لئے ایک سنگ میل ہے. میری اس خوشی کا سہرا سب سے پہلے مرکز جہانی علوم اسلامی مدرسہ عالی فقہ و معارف اسلامی (مدرسہ مبارکہ حجتیہ) کے سر ہے جس نے پایان نامہ کی داغ بیل ڈالی ہے، خاص طور پر میں شکر گذار ہوں گروہ قرآن و حدیث کا کہ جس نے بعنوان پایان نامہ پیش نظر کتاب کے انتخاب میں میری مدد کی، بالخصوص استاد محترم حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شجاعت حسین رضوی گوپالپوری کا بھی شکریا ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے راہنمائی کی ذمہ داری قبول کی اور اپنے مفید و صائب مشوروں سے میری مدد فرمائی اور شروع سے آخری تک ترجمہ کو پڑھا اور تصحیح کی اور حسب ضرورت عبارت کے حسن اور ترجمہ کی نوک پلک درست کرنے میں بھی میرا ساتھ دیا۔

اور اگر یہاں استاد محترم حجۃ الاسلام والمسلمین سید احتشام عباس زیدی کا تذکرہ نہ کیا جائے تو شاید بہت بڑی حق تلفی ہوگی کیونکہ آپ نے بھی اپنے مفید دیرینہ تجربہ سے موقع بہ موقع میری ہمت افزائی کی، آخر میں خداوند عالم سے دعا ہے کہ بطفیل محمد و آل محمد ہم سبھی لوگوں کو قلم کے ذریعہ خدمت دین کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

والسلام

دعاؤں کا طالب

ظہیر عباس

کتاب کا اجمالی تعارف (چکیدہ)

عنوان: ترجمہ کتاب نقش ائمہ دراحیاء دین (ج ۱۲،۱۳،۱۴) ـــــــ دانش پژوہ: ظہیر عباس

استاد راہنما: ـــــــ مولانا سید شجاعت حسین گوپالپوری

تاریخ دفاع: ۱۳۸۳/۹/۱۴ ـــــــ مدرسہ عالی فقہ و معارف اسلامی (وابستہ بہ مرکز جہانی علوم اسلامی) پیش نظر کتاب نقش ائمہ دراحیاء دین کا اردو ترجمہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں ائمہ علیہم السلام نے جو دین کے دفاع میں اپنی ذمہ داری نبھائی ہے اس پر بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب میں دو مکاتب ذکر ہوئے ہیں۔

پہلا مکتب: مکتب اہلبیتؑ

دوسرا مکتب: مکتب خلفاء

وہ آیتیں اور روایتیں جن کو مکتب خلفاء میں استدلال کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے ان کا مکتب اہلبیتؑ سے موازنہ کیا گیا ہے اور مکتب اہلبیتؑ کے صحیح استدلال سے مکتب خلفاء کا جواب دیا گیا ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے زیادہ اسلام کو کس نے نقصان پہونچایا ہے اور مسلمانوں کی ثقافت کا صفایا کر کے اپنی ثقافت کو مسلمانوں کے درمیان رائج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

وہ افراد جنھوں نے اپنی ثقافت کو مسلمانوں کے درمیان رائج کیا ہے دو گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔

الف: اہل کتاب

ب: بعض مسلمان

اہل کتاب میں تمیم داری اور کعب الاحبار کا نام لیا جاتا ہے جنھوں نے اپنی یہودی ثقافت کو مسلمانوں کے درمیان رائج کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

تمیم داری، اسلام لانے سے پہلے عیسائی پادری تھا جو حضرت عمر کے حکم سے مسجد پیغمبرؐ میں نماز جمعہ کے خطبہ سے پہلے تقریر کیا کرتا تھا۔

کعب الاحبار جس کا نام ماتع تھا اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کا ایک بڑا عالم تھا۔

کعب کی سعی و کوشش یہ تھی کہ تحریف شدہ توریت کی فکریں اور بنی اسرائیل کے دوسرے نظریات مسلمانوں کے درمیان رائج ہو جائیں۔

مسلمانوں میں سرفہرست ابو ہریرہ کا نام لیا جاتا ہے جس نے بنی اسرائیل کی ثقافت کو مسلمانوں کے درمیان رائج کیا ہے۔

مسلمانوں میں جو بنی اسرائیل کی ثقافت، مسلمانوں کے درمیان رائج کرنے میں وسیلہ بنے ہوئے تھے ان کے دو نمونے پیغمبرؐ کے صحابہ میں سے، اور ایک نمونہ مکتب خلفاء کے مفسرین میں سے پیش کر رہے ہیں:

پہلا نمونہ: صحابی پیغمبرؐ ابو ہریرہ

(ابو ہریرہ) اس صحابی کے کنیت ہے، اس کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے اور تیس نام اس کے لئے نقل کئے گئے ہیں۔

خلافت معاویہ کے زمانہ میں ابو ہریرہ کچھ عرصہ تک مدینہ کا حاکم رہا اور یہی دور مناسب ترین دور تھا ابو ہریرہ کے لئے روایتوں کے رائج کرنے کا۔

دوسرا نمونہ: اسرائیلیات رواج دینے والوں کا دوسرا نمونہ۔

عبداللہ بن عمرو عاص:

عبداللہ بن عمرو عاص (متوفی ۶۵ھ) کا شمار صحابہ پیغمبرؐ میں ہوتا ہے عبداللہ نے فتح شام میں ایک اونٹ کے بار کے برابر اہل کتاب کی جن کتابوں کو غنیمت میں پایا تھا انھیں کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا، انھیں کتابوں سے مسلمانوں کے لئے روایت کرتا تھا۔

بارہویں جلد

پہلا مقدمہ

مسلمانوں کی ثقافت پر اہل کتاب کے افکار کا اثر

اہل کتاب کے افکار خاص طور سے بنی اسرائیل کی ثقافت دو طریقوں سے مسلمانوں کے درمیان رائج ہوئی:

الف: خود اہل کتاب کے ذریعے۔

ب: بعض مسلمانوں کے ذریعے۔

الف: اہل کتاب کی ثقافت کا مسلمانوں کے درمیان رائج ہونا خود اہل کتاب کے ذریعہ سے:

گذشتہ بحثوں میں ہم نے حدیث سازی میں علمائے اہل کتاب کے کردار کا ایک جائزہ پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ خلفاء نے حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے پر پابندی لگا کر کے علمائے اہل کتاب کو جو تازہ اسلام لائے تھے اجازت دیدی کہ اہل کتاب کی تہذیب کو مسلمانوں کے درمیان رائج کریں۔

مثال کے طور پر "تمیم داری" جو اسلام لانے سے پہلے عیسائی پادری تھا حضرت عمر کے حکم سے مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز جمعہ کے خطبہ سے پہلے تقریر کیا کرتا تھا اور حضرت عثمان کے زمانے میں ان کے حکم سے یہ تقریر ہفتہ میں دو بار ہونے لگی تھی اسی طرح [کعب الاحبار] جس کا نام ماتع تھا اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کا ایک بڑا عالم تھا اسی وجہ سے اس کو کعب الحبر یا کعب الاحبار کہا جاتا تھا [حبر] عربی زبان میں نیک عالم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

یہی کعب الاحبار خلیفہ دوم کے زمانے میں دربار خلافت کا سرکاری عالم تھا اور عثمان کے زمانے تک دربار

خلافت اوراس مکتب کے پیرو اسی سے اسلامی علوم خاص طور سے عقائد اور تفسیر قرآن کے سلسلے میں سوال کیا کرتے تھے.کعب کی سعی وکوشش یہ تھی کہ تحریف شدہ توریت کی فکریں اور بنی اسرائیل کے دوسرے نظریات مسلمانوں کے درمیان رائج ہو جائیں اس بات سے اسی وقت سے مکتب اہلبیتؑ کے شاگرد واقف تھے.چنانچہ یہ بات ابن عباس کی درج ذیل گفتگو سے واضح ہو جائے گی۔(۱)

طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ:

ابن عباس سے کہا گیا کعب کہتا ہے''روز قیامت چانداور سورج دو بیلوں کی شکل میں لائے جائیں گے جن کے پاؤں کٹے ہونگے اورانھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا''

ابن عباس غضبناک ہوئے اور تین بار فرمایا:

کعب جھوٹا ہے!

کعب جھوٹا ہے!

کعب جھوٹا ہے!

بلکہ یہ یہودیوں کی فکریں ہیں جن کو کعب دین اسلام میں داخل کرنا چاہتا ہے.خداوند عالم اس سے پاک و منزہ ہے کہ کسی پر اطاعت کے عوض عذاب کرے کیا اس خدا کا کلام نہیں سنا ہے کہ: ﴿سخر لکم الشمس و القمر دائبین﴾سورۂ ابراہیم آیت نمبر۳۳۔

اور تمہارے لئے حرکت کرنے والے آفتاب وماہتاب کو بھی مسخر کر دیا ہے۔

ابن عباس نے کہا: ﴿دائبین﴾یعنی: ہمیشہ پروردگار کی اطاعت میں۔

اس کے بعد کہا: یہ کس طرح ممکن ہے جن دو فرماں برداروں کی مدح میں خدا نے خود کہا ہو (یہ دونوں ہمیشہ اطاعت گذار رہے) ان پر عذاب کرے؟

خدا اس یہودی عالم کو نابود کرے اوراس کے یہودیت کے علم کو برباد کرے کس قدر پروردگار کے سلسلے میں بے باک ہے کہ (اس کے اوپر تہمت لگادی) اور پروردگار کے امر کی اطاعت کرنے والے دو فرماں برداروں

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۴ص ۷املاحظہ فرمائیں

پر اتنی بڑی بہتان باندھی۔

اس کے بعد ابن عباس نے کئی بار کہا: انا لله و انا اليه راجعون

ابن عباس چاند اور سورج کے بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے خداوند عالم نے دو چمکتے ہوئے نور کو خلق کیا جو سورج تھا اس کو دنیا کی طرح جو مشرق و مغرب رکھتی ہے خلق کیا اور جو چاند تھا اس کو سورج سے چھوٹا وجود عطا کیا۔

لیکن آسمان میں ہونے کی وجہ سے چونکہ کافی دور ہیں اس لئے چھوٹے دیکھائی دیتے ہیں۔(۱)

---

(۱) ہم نے اس حدیث کا مختصر ترجمہ پیش کیا ہے باقی حدیث تاریخ طبری طبع یورپ ج ۱ ص ۶۲۔۶۳ میں اس طرح ہے:

عن عكرمه قال: بينا ابن عباس ذات يوم جالس اذ جاء ه رجل فقال: يا ابن عباس سمعت العجب من كعب الحبر يذكرفي الشمس و القمر۔

قال: و كان متكياً فاحتفز ثم قال: و ما ذاك؟

قال: زعم انه يجاء بالشمس و القمر يوم القيامة كانمها ثوران عقيران فيقذ فان في جهنم۔

قال عكرمة: فطارت من ابن عباس شفة، و وقعت أخرى غضباً. ثم قال:

كذب كعب! كذب كعب! كذب كعب! ثلاث مرات. بل هذه يهودية يريد ادخالها في الاسلام، الله أجل و أكرم من ان يعذب على طاعته، أ لم تسمع قول الله تبارك و تعالى: و سخر الشمس و القمر دائبين ؟ انما يعني دؤو بهما في الطاعة فكيف يعذب عبدين يثني عليهما انهما دائبان في طاعته؟ قاتل الله هذا الحبر، و قبح حبريته ، ما اجرأه على الله! و اعظم فريته على هذين العبدين المطيعين لله! قال: ثم استرجع مراراً، و اخذ عويداً من الارض فجعل ينكته في الارض. فظل كذلك ماشاء الله ثم انه رفع راسه و رمى بالعويد . فقال : أ لا احدثكم بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم يقول في الشمس و القمر و بدء خلقهما و مصير أمرهما؟ فقلنا: بلى رحمك الله۔

فقال: ان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم سئل عن ذلك فقال : ان الله تبارك و تعالى لما ابرم خلقه احكاما فلم يبق من خلقه غير آدم، خلق شمسين من نور عرشه، فاما ما كان في سابق علمه انه يدعها شمساً فانه خلقها مثل الدنيا ما بين مشارقها و مغاربها و اما ماكان في سابق علمه انه يطمسها و يحولها قمراً فانه دون الشمس في العظم و لكن انما يرى صغرهما من شدة ارتفاع السماء و بعدها من الارض۔

قال: فلو ترك الله الشمسين كما كان خلقهما في بدء الامر، لم يكن يعرف الليل من النهار و لا النهار من الليل و كان لايدرى الاجير الى متى يعمل و متى ياخذ اجره. الحديث۔

حدیث پر ایک نظر

ابن عباس کی گفتگو اور اس حدیث کے سلسلے میں جو پیغمبر ﷺ سے روایت کی گئی ہے اور جس کو ہم نے (دو بیلوں کے کٹے ہوئے پاؤں) والی حدیث سے تعبیر کیا ہے چند باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ ابن عباس نے حدیث کعب کی رد میں جس میں اس نے کہا تھا کہ: ''چانداور سورج کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا''

قرآن سے استدلال کیا تھا کہ خداوند عالم فرماتا ہے چاند اور سورج ہمیشہ سے پروردگار کے مطیع رہے ہیں۔

پھر ابن عباس نے کہا:

خداوند عالم اپنے دو فرماں برداروں کی اطاعت کی مدح کر کے کس طرح سے ان پر عذاب نازل کرسکتا ہے!؟

۲۔ کعب کے قول کی رد میں جو اس نے کہا تھا کہ (چانداور سورج کو دو بیولوں کی طرح لایا جائے گا جن کے پاؤں کٹے ہونگے) پیغمبر ﷺ کی حدیث سے چانداور سورج کی بزرگی پر استدلال کیا تھا۔

نیز فرمایا تھا: چانداور سورج جو ہمیں دیکھنے میں چھوٹے لگتے ہیں چھوٹے نہیں ہیں بلکہ زمین کی طرح بڑے ہیں اور مشرق ومغرب رکھتے ہیں۔

ابن عباس نے اپنے زمانے میں حدیث پیغمبر ﷺ سے چانداور سورج کی بزرگی کے سلسلے میں جو استفادہ کیا تھا وہ استفادہ اور استدلال کرنا صحیح تھا۔

ابن عباس نے پیغمبر ﷺ کی حدیث سے جو استفادہ کیا تھا ہم آج اس کے علاوہ اور باتیں اخذ کرتے ہیں۔

۳۔ آنحضرت نے فرمایا کہ: دونوں (چانداور سورج) کے لئے زمین کی طرح مشرق ومغرب ہے۔

اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ تینوں میں سے بعض، بعض کے گرد گھومتے رہیں تاکہ ہر ایک کے لئے مشرق ومغرب ایجاد ہو جائے۔

۴۔ پیغمبر ﷺ نے ان تینوں کے لئے مشروق ومغرب کی لفظ کو جمع استعمال کیا ہے اور فرمایا ہے مشارق

ومغارب رکھتے ہیں. اس سے یہ استفادہ کریں گے کہ تینوں میں سے ہرایک کُروی ہیں اگر یہ مسطح بھی ہوں تب بھی ہرایک کے لئے ایک مشرق اور ایک مغرب سے زیادہ کچھ نہیں ہوسکتا۔

۵۔ حدیث کعب کے سلسلے میں ابن عباس کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا شخص کبھی بھی کعب سے اسرائیلی روایتیں نہیں اخذ کرسکتا نہ ہی لوگوں سے اس کی روایت نقل کرسکتا اسی لئے بعض اسرائیلیات جنھیں محدثوں نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس نے کعب سے روایت کی ہے جھوٹ ہے وہ سب کی سب روایتیں ان روایتوں جیسی ہیں جن کی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی دی گئی ہے۔

اس طرح کی حدیثوں کو جعل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بنی عباس کے زمانے میں وہ روایت جنھیں محدثین ابن عباس (جو خلفائے بنی عباس کے جد تھے) سے نقل کرتے تھے معتبر سمجھی جاتی تھیں. اس کے علاوہ محدثین ابن عباس سے روایت نقل کرکے بارگاہ خلافت سے تقرب حاصل کیا کرتے تھے یہی دو چیزیں سبب بنیں کہ ابن عباس کی طرف بہت سی روایتوں کی جھوٹی نسبت دیدی گئی۔

ابن عباس نے حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے زمانے میں اس طرح کا استفادہ کیا تھا اور ہم نے بھی اپنے زمانے میں آنحضرت کے قران سے اسی طرح سے استفادہ کیا ہے اے کاش کہ ہمارے بعد آئندہ زمانے میں بھی حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سے کہیں زیادہ استفادہ کرتے، لیکن حدیث کعب سے ہر دور میں سوائے اس کے کہ بنی اسرائیل کے خرافات مسلمانوں کے درمیان رائج ہوں کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکلتا۔

آئندہ جملوں میں کعب جو بنی اسرائیل میں سے تھا اس کی فکر کے رواج کے اثرات کو بیان کریں گے تاکہ غور کریں کہ (اس کی فکر) کہاں تک اور کن وسیلوں کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان رائج ہوئی ہے۔

۶۔ اس کے باوجود کہ بنی عباس نے اس حدیث (دو بیلوں کے پاؤں کٹے ہونگے) کی شدت سے نکتہ چینی کی ہے پھر بھی ہم کعب کی گڑھی ہوئی حدیث کے بارے میں غور کریں گے جس نے ابو ہریرہ اور دوسرے اصحاب کی روایتوں کے ذریعہ اسلامی سندوں میں جگہ بنالی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں تفصیل کے ساتھ اور کنز العمال میں بطور اختصار ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے کہ:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (چاند اور سورج قیامت کے دن دو بیلوں کی شکل میں جن کے پاؤں کٹے

ہوں گے جہنم میں پائے جائیں گے)

حاضرین میں سے کسی ایک نے ابو ہریرہ سے کہا: چاندوسورج نے کون سا گناہ کیا ہے؟

ابو ہریرہ نے کہامیں تو پیغمبر ﷺ سے تمہارے لئے روایت نقل کررہاہوں اورتم کہہ رہے ہو کہ چانداور سورج نے کون سا گناہ کیا ہے؟

ابن کثیر نے بھی ضعیف سند کے ذریعہ انس سے اور پیغمبر ﷺ کے دوسرے صحابیوں سے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایاہے کہ (الشمس و القمر ثوران عقيران فى النار).(۱) یعنی: چانداورسورج دو بیلوں کی شکل میں جن کے پاؤں کٹے ہوں گے جہنم میں پائے جائیں گے۔

دوصحابیوں سے مروی حدیث (ثوران عقیران) پرایک نظر

ابو ہریرہ کی روایت اور وہ روایت جو منسوب ہے انس کی طرف ان سب کی نسبت پیغمبر ﷺ کی طرف دی گئی ہے،لیکن یہ دونوں (روایتیں) کعب احبار کی ہی ہیں اس پردلیل یہ ہیں:

۱۔ اس فکر کی نسبت پیغمبر ﷺ کی طرف سراسر جھوٹ ہے کیونکہ یہ نص قرآن اور نص حدیث پیغمبر ﷺ کے خلاف ہے اسی بناء پراس روایت کی نسبت پیغمبر ﷺ کی طرف جھوٹی دی گئی ہے۔

۲۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ ان دونوں روایتوں کی نسبت پیغمبر ﷺ کی طرف جھوٹی دی گئی ہے اور ہم نے دونوں روایتوں کی اصل کو حدیث کعب میں پالیا تو سمجھ گئے کہ ابن عباس نے اس مطلب کو بنی اسرائیل کی فکر سمجھا ہے اسی وجہ سے کہا کہ کعب چاہتا ہے اس (فکر) کو مسلمانوں کے درمیان رائج کردے،لہذا کعب الاحبار کی طرف اس فکر کے انتساب کی صحت میں ہمارے لئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

یہ مطلب گذشتہ بحث کی بہ نسبت آئندہ بحثوں میں واضح طور سے بیان کیا جائے گا جس بات کی طرف محققین کو توجہ دینی چاہیئے یہ ہے:

ہم پہلے شخص نہیں ہیں جو کعب الاحبار کو قصداًبنی اسرائیل کے خرافات کو مسلمانوں کے درمیان رائج

---

(۱) حدیث ابو ہریرہ اورانس،ان دونوں کو ابن کثیر نے اپنی اول تاریخ میں اوراپنی تفسیر میں اس آیت ﴿اذا الشمس كورت﴾ کے ذیل میں نقل کیا ہے۔منتخب کنزالعمال ج۶ص۱۰۱ میں حدیث ابو ہریرہ بطور اختصار بیان ہوئی ہے اورحدیث انس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

کرنے کے بارے میں کہہ رہے ہیں. بلکہ کچھ لوگ تھے جو ابتدا ہی میں کعب کے اس ناپاک ہدف کو بھانپ گئے تھے اور وہ ابن عباس ہیں جو پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی اور وصی پیغمبر ﷺ کے مکتب کے شاگرد تھے۔

اس سے پہلے بھی وصی پیغمبر ﷺ نے خلیفہ دوم عمر کے دربار میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۱)

گذشتہ مطالب کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات روشن ہوگئی کہ روایت ابو ہریرہ اور وہ روایت جو کعب کی طرف منسوب ہے یہ دونوں کعب الاحبار کی روایتیں ہیں لیکن جو فرق ہے روایت کعب اور ابو ہریرہ میں وہ یہ ہے کہ:

کعب کو چونکہ پیغمبر ﷺ کی بزم میں بیٹھنا نصیب نہیں ہوا اس لئے اپنی اسرائیلی فکر کو پیغمبر ﷺ کی طرف منسوب نہیں کر سکا اور نہ ہی ان سے روایت کر سکا۔

لیکن یہ کام ابو ہریرہ اور اس جیسے دوسرے صحابیوں کے لئے میسر آ گیا کیونکہ ان لوگوں نے پیغمبر ﷺ کی صحبت کو درک کیا تھا اسی وجہ سے بنی اسرائیل کی فکروں کو مسلمانوں کے درمیان اس طرح کے صحابہ کے ذریعہ رائج ہونا خود پیغمبر ﷺ کی وجہ سے مستند ہو گیا؟۔

اس روایت کے بارے میں جو منسوب ہے انس کی طرف اور جس کی سند ضعیف ہے علم درایۃ الحدیث (یعنی حدیث شناسی) کے قاعدے کی رو سے اس طرح کی ضعیف روایت کے مقابل میں ابو ہریرہ کی روایت کو تقویت دی جائے گے (مترجم چونکہ ابو ہریرہ کی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے) لہذا اس طرح کی روایتیں اس کے باوجود کہ ان کی سند ضعیف ہے بے اثر قرار نہیں دی جا سکتی۔

لیکن وہ چیز جو ہم نے انس کی ضعیف سند سے سمجھا ہے وہ یہ ہے:

صحابہ کے بعد محدثین جو پیغمبرؐ کے زمانے میں نہیں تھے وہ لوگ بھی بنی اسرائیل کے افکار کو رائج کرنے پر قادر تھے وہ اس طرح سے کہ جو مطلب جھوٹے تھے اور ان کی پسند کے مطابق تھے صحابہ میں سے کسی ایک کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے اور کہتے تھے (فلاں) صحابی نے (فلاں) روایت کو پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے. اس طرح سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھے بعد کے مرحلے میں مکتب خلفاء کے علماء نے دانستہ اور نادانستہ طور سے دونوں صنف کی روایتوں کو حدیث پیغمبرؐ اور سنت پیغمبرؐ کے عنوان سے تعارف کرایا اس وقت کم لوگوں میں جعلی روایتوں کی مخالفت یا

---

(۱) ملاحظہ کیجئے (کعب الاحبار عالم یہودی و مفسر قرآن) کی فصل حافظان اسلام در برابر کعب.

اس کی رد کی فکر پائی جاتی تھی۔

ان داستانوں نے خود علمائے اہل کتاب، صحابہ، اور تابعین صحابہ کے توسط سے اسرائیلی تفکرات کو مسلمانوں کے درمیان رائج کرنے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔

دوم: بعض مسلمانوں کے ذریعہ اہل کتاب کی ثقافت کا مسلمان کے درمیان رائج ہونا

مسلمانوں میں سے جو بنی اسرائیل کی ثقافت مسلمانوں کے درمیان رائج کرنے میں وسیلہ بنے ہوئے تھے (ان کے) دو نمونے پیغمبر ﷺ کے صحابہ میں سے اور ایک نمونہ مکتب خلفا کے مفسرین میں سے پیش کررہے ہیں:

پہلا نمونہ: صحابی پیغمبر ﷺ ابو ہریرہ (ابو ہریرہ) اس صحابی کی کنیت ہے. اس کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے اور تیس نام اس کے لئے نقل کئے گئے ہیں. اس کا سلسلۂ نسب قبیلۂ ((دوس)) سے جو یمن کے اعراب میں سے تھا تک پہنچتا ہے. (۱) اس نے ۳۰ سال تک یہاں گذارے تھے۔

عربی زبان میں ابو ہریرہ بلی کے بچہ کے باپ کو کہتے ہیں. پیغمبرؐ کی خدمت میں جو بھی شرفیاب ہوتا تھا اور وہ شخص پہلے ہی سے مسلمان رہتا تھا یا اس وقت اسلام لاتا تھا اگر اس کا نام خوبصورت نہیں ہوتا تھا تو پیغمبرؐ اس کا نام بدل کر ایک خوبصورت نام رکھ دیتے تھے. ایسی صورت میں کیا ہوا کہ پیغمبرؐ نے ابو ہریرہ کے نام کو ایک خوبصورت نام میں نہیں بدلا؟ یہاں کہنا پڑے گا کہ پیغمبر ﷺ کے افعال حکمت سے خالی نہیں ہیں اور غور وفکر کے لائق ہیں۔

فتح خیبر کے بعد مدینہ آئے جہاں اس نے پیغمبرؐ کی وفات تک (کل) تین سال پیغمبرؐ کا زمانہ دیکھا (۲) اور صُفہ (۳) جو مسجد پیغمبرؐ میں فقیر مسلمانوں کا مسکن تھا وہاں رہتا تھا (۴) جب معاویہ نے ((بسر)) کو بھیجا اور

....

(۱) کتاب الاصابہ میں ابو ہریرہ کے حالات کو خود ابو ہریرہ سے بیان کیا گیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق، باب ملاقات النبوة فی الاسلام ص ۱۸۵، طبقات ابن سعد طبع یورپ ج ٤ ق ۲ ص ٧٦ و ٧٧، الاصابہ ج ٤ ص ۲۰۰

ابو ہریرہ نے خود اس طرح سے بیان کیا ہے لیکن چونکہ آٹھویں ہجری میں علاء حضرمی کے لشکر کے ساتھ بحرین گیا تھا لہذا اس کی باقی مدت مدینہ میں پیغمبر ﷺ کے حضور میں اس سے کم رہی ہوگی.

(۳) مسجد پیغمبر ﷺ میں صُفہ ایک جگہ کا نام تھا جس کے معنی سایبان کے ہیں یہ مسجد کے آخر میں تھا اس کے شمال میں اس زمانے کے فقیر مسلمان رہا کرتے تھے.

(۴) لفظ (صُفہ) کے سلسلے میں ملاحظہ فرمائیں ابن اثیر کی نہایۃ اللغۃ اور ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۷٦

اس نے شام سے یمن تک تیس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا.(۱) تو ((بسر)) نے ابو ہریرہ کو مدینہ کا والی (گورنر) بنا دیا۔(۲)

خلافت معاویہ کے زمانے میں بھی ابو ہریرہ کچھ عرصے تک مدینہ کا حاکم رہا (۳) اور یہی دور مناسب ترین دور تھا ابو ہریرہ کے لئے روایتوں کو رائج کرنے کا۔

اصحاب میں سے بعض نے تو لکھنا پڑھنا سیکھا بھی لیکن بعض نے تو (لکھنا پڑھنا) بھی نہیں سیکھا ابو ہریرہ بھی ان ہی لوگوں میں سے ہے جس نے (لکھنا) پڑھنا نہیں سیکھا۔(۴)

ابو ہریرہ کا کعب الاحبار کے نامور شاگردوں میں شمار ہوتا تھا۔(۵)

کعب الاحبار اس (ابو ہریرہ) کے بارے میں کہتا ہے:

میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو توریت نہ پڑھے ہو اور توریت کے بارے میں ابو ہریرہ سے زیادہ علم رکھتا ہو۔(۶)

یعنی احبار یہودی کے بعد جن لوگوں نے توریت پڑھا میں نے ابو ہریرہ سے زیادہ توریت کے بارے میں علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

کان ابوهريره يدلّس ، اى يروى ما سمعه من كعب و ما سمعه من رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم و لايميز هذا من هذا۔(۷)

---

(۱) نقش عائشہ در تاریخ اسلام میں داستان جنگ جمل میں ملاحظہ فرمائیں

(۲) ثقفی کی کتاب الغارات ج ۲ ص ۶۰۷ اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۲۸

(۳) مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۰

(۴) ابو ہریرہ نے خود کہا ہے کہ عبداللہ بن عمرو عاص لکھنا جانتا تھا اور میں لکھنا نہیں جانتا تھا صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم ج ۱ ص ۲۲ اور رامہرمزی کی کتاب المحدث الفاصل ص ۳۶۸، اور خطیب بغدادی کی کتاب تقیید العلم ص ۸۲ میں ملاحظہ کریں

(۵) گذشتہ بحثوں میں جہاں کعب کے شاگردوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے ملاحظہ فرمائیں

(۶) تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۹

(۷) تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۰۹

یعنی ابو ہریرہ روایت کرنے میں تدلیس کرتا تھا وہ اس طرح سے کہ جو کچھ اس نے کعب سے سنا تھا اور جو کچھ پیغمبر ﷺ سے سنا تھا سب کو لوگوں کے لئے روایت کرتا تھا روایت کعب کو روایت پیغمبر ﷺ سے جدا نہیں کرتا تھا اور معلوم بھی نہیں کرتا تھا۔

نیز ابن کثیر لکھتے ہیں:

كان اصحابنا يَدَعون من حديث ابى هريرة (۱) یعنی ہمارے اصحاب (دانشمند) ابو ہریرہ کی بعض روایتوں کو ترک کر دیتے تھے۔

ابن کثیر ہی کا بیان ہے:

ما كانوا يأخذون بكل حديث ابى هريرة. (۲) یعنی لوگ ابو ہریرہ کی ساری حدیثوں کو قبول نہیں کرتے تھے۔

سب سے بڑا جو المیہ ہے وہ یہ کہ دو روایت جو ایک دوسرے کے مخالف تھی پیغمبر ﷺ سے نقل کیا ہے جس کی تفصیل بخاری میں موجود ہے جس کی مختصر داستان کچھ اس طرح سے ہے۔

ابو ہریرہ کہتا ہے:

پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرض کا ایک سے دوسرے کی طرف سرایت کر جانا بیماری نہیں ہے. حالانکہ ایک مرد اعرابی نے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

کیا بات ہے کہ اونٹ صحرا میں ہرن کی طرح (خوبصورت) لگتے ہیں اور ایک اونٹ جو جذام کی بیماری میں مبتلا ہے ان کے درمیان جاتا ہے تو سب کو جذام کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے؟

حضرت نے اس کے جواب میں پوچھا: پھر پہلا اونٹ کس مرض کے سرایت کرنے سے بیمار ہوا تھا؟

بخاری نے اس روایت کے بعد ایک دوسری روایت کچھ اس طرح سے نقل کی ہے:

ابو ہریرہ نے کہا کہ پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: ((بیمار، سالم لوگوں کے پاس نہ جائے))

---

(۱) تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۰۹، ذہبی نے بھی اس بات کو ابو ہریرہ کے حالات میں بطور مختصر بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں اعلام النباء ج ۲ ص ۴۳۶

(۲) تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۰۹

ابو ہریرہ کا چچازاد بھائی جس کا نام (ابوسلمہ) ہے اس سے کہا:

کیا تم نے پیغمبر ﷺ سے روایت نقل نہیں کی ہے کہ پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: مرض سرایت نہیں کرتا؟

ابو ہریرہ نے اس اعتراض کے جواب میں اہل حبشہ کی زبان میں کچھ باتیں اس سے کہیں۔

ابو ہریرہ کے چچازاد بھائی نے یہاں پر ابو ہریرہ کا دفاع کیا، وہ کہتا ہے:

اس مورد کے علاوہ میں نے ابو ہریرہ کو روایت فراموش کرتے نہیں دیکھا ہے۔(۱)

ابوسلمہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ فقط یہ پہلی بار تھا کہ ابو ہریرہ نے پہلے والی روایت فراموش کر کے اس کے خلاف والی روایت کو بیان کیا ہے۔

ابو ہریرہ کے چچازاد بھائی نے ابو ہریرہ کا اس طرح سے دفاع تو کیا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ وہ شخص جو ابو ہریرہ کے مثل ہے اس کا کام ہی بھولنا ہے۔

ابو ہریرہ کا اعتراف ان روایتوں کے بارے میں جنہیں پیغمبر ﷺ سے نقل تو کیا ہے لیکن پیغمبر سے سنا نہیں تھا۔

ابو ہریرہ نے خود اعتراف کیا ہے کہ بہت سی حدیثوں کو پیغمبر ﷺ سے روایت کیا ہے مگر ان حدیثوں کو پیغمبر ﷺ سے نہیں سنا تھا۔

جیسا کہ امام حنابلہ احمد بن حنبل اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ: ابو ہریرہ نے ایک حدیث کو بیان کیا تو حاضرین نے اس سے کہا:

یہ حدیث جو تم نے نقل کیا ہے پیغمبر ﷺ سے نقل کیا ہے یا تمہاری اپنی ساختہ ہے۔

ابو ہریرہ نے کہا:

یہ چیز جو میں نے نقل کیا ہے اپنی طرف سے نقل کیا ہے۔(۲)

بخاری نے اپنی صحیح میں اس داستان کو اس طرح سے نقل کیا ہے کہ جب ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ کیا تم

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الطب، باب لاهامة ج۴ص۱۵، اور بخاری نے بھی اسی باب میں ص۱۳ پر دو میں سے ایک حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۲) مسند احمد ج۲ص۲۵۲

نے اس حدیث کو پیغمبر ﷺ سے سنا ہے تو ابو ہریرہ نے کہا: نہیں یہ حدیث میری گڑھی ہوئی ہے۔(۱)

احمد ہی اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں کہ:

ابو ہریرہ نے اس عنوان سے ایک حدیث کو نقل کیا کہ اس کو اس نے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے لیکن حدیث کے آخر میں کہتا ہے کہ یہ حدیث میری خود ساختہ ہے۔(۲)

دوسرا نمونہ: اسرائیلیات رواج دینے والوں کا دوسرا نمونہ

عبداللہ بن عمرو عاص:

عبداللہ بن عمرو عاص (متوفی ۶۵ھ) کا شمار صحابۂ پیغمبر ﷺ میں ہوتا ہے۔

عبداللہ نے اپنے باپ عمرو عاص سے مصری سونے کا بہت بڑا خزانہ وراثت میں پایا تھا جس کی وجہ سے بادشاہ اس کو صحابۂ پیغمبر ﷺ میں شمار کرنے لگے۔(۳)

عبداللہ بن عمرو عاص نے سریانی زبان سیکھ رکھی تھی جو کہ توریت کی اصل زبان ہے۔(۴)

اور فتح یرموک میں اپنے باپ کا علمدار تھا، اس واقعہ میں دو اونٹ کے بار کے برابر اہل کتاب کی کتابیں اس کے ہاتھ لگی تھیں۔(۵)

ذہبی کہتا ہے کہ (عبداللہ) نے اہل کتاب سے روایت کی ہے وہ ہمیشہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا اور اس کام پر وہ خاص توجہ دیتا تھا۔(۶)

ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ:

....

(۱)صحیح بخاری کتاب النفقات ، باب وجوب النفقه علی الاهل و العیال ج ۳ ص ۱۹۱

(۲)مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۱

(۳)عبداللہ بن عمرو عاص کے حالات جاننے کے لئے ذہبی کی سیر اعلام النبلاء طبع بیروت سن اشاعت ۱۴۰۱ھ ملاحظہ فرمائیں.

(۴)طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۶۱

(۵)اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۴ و فتح الباری ج ۱ ص ۱۶۶

(۶)سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۸۱ اور اس کے حالات کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ جو ذہبی کی ہے ج ۱ ص ۲۷. اس میں اس طرح سے آیا ہے کہ :اصاب جملة من کتب اهل الکتاب و ادمن النظر و رای فیها عجائب.

عبداللہ نے فتح شام میں ایک اونٹ کے بار کے برابر اہل کتاب کی جن کتابوں کو غنیمت میں پایا تھا انھیں کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا.اور انہیں کتابوں سے مسلمانوں کے لئے روایت کرتا تھا اسی وجہ سے تابعین طبقہ کے پیشوا اس سے حدیث نقل کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔(۱)

مسند احمد میں روایت نقل کی گئی ہے کہ:

ایک آدمی عبداللہ کے پاس آیا اور اس سے کہا:

"حدثنی ما سمعت من رسول اللّٰہ و لاتحدثنی عن التوراۃ والانجیل"

جو کچھ تم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میرے لئے بیان کرو نہ کہ توریت وانجیل سے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس سے کہا گیا کہ:

جو کچھ تم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میرے لئے بیان کرو، نہ کہ ان (کتابوں) سے جو اونٹ کے بار کے برابر تمہیں فتح یرموک میں دستیاب ہوئی تھیں۔

دوسری روایت میں جو لفظ آیا ہے وہ یوں ہے (نہ کہ دو اونٹ کے بار کے برابر۔(۲)

وہ روایتیں جو بنی اسرائیل (یعنی قوم یہود) کی ثقافت سے اسلام کی ثقافت میں داخل ہوئی ہیں علمائے حدیث انہیں اسرائیلی روایات یا اسرائیلیات کہتے ہیں خواہ وہ توریت سے رہی ہوں یا ان کی کسی اور کتابوں سے۔

تجسیم وتشبیہ والی روایتیں جو مکتب خلفاء کی کتابوں میں موجود ہیں وہ سب کی سب اسرائیلی (نقل) کی ہوئی روایتیں ہیں.ان روایتوں میں علمائے اہل کتاب میں سے (کعب الاحبار) کا نام اور اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے (ابو ہریرہ) کا نام زیادہ آیا ہے انشاء اللہ ہم آئندہ بحثوں میں اس کو بیان کریں گے۔

تیسرا نمونہ: مقاتل بن سلیمان بلخی

مقاتل کی کنیت (ابوالحسن) ہے جو قبیلہ (ازد) کا آزاد کردہ اور بلخ کا رہنے والا تھا.وہ بصرہ اور بغداد گیا جہاں جا کر اس نے حدیث نقل کی۔

....

(۱) فتح الباری (شرح صحیح بخاری) ج ۱۱ص ۲۱۷

(۲) یہ روایتیں مسند احمد میں ج ۲ ص ۱۹۵، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۹، پر نقل ہوئی ہیں نیز ملاحظہ کریں تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۰۲